غیرت کے نام پر قتل کا شرعی حکم - الشیخ صالح المنجد حفظہ اللہ تعالی

غیرت کی بنا پر قتل کا شرعی حکم

الشیخ صالح المنجد حفظہ اللہ تعالی

سوال : میں غیرت کی بنا پر کسی کو قتل کرنے کا حکم معلوم کرنا چاہتا ہوں، اور شرعی احکام کے مطابق اس سزا کو دینا کس طرح ممکن ہے ؟

الجواب

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد :

کسی مسلمان شخص کو ناحق قتل کرنا بہت عظیم اور بڑا جرم ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ

{وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا}

{ اور جو کوئی کسی مومن کو قصدا قتل کر ڈالے اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہےگا، اس پر اللہ کا غضب ہے، اور اللہ تعالی نے اس پر لعنت کی ہے، اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے }

[النساء : 93]

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

(لن يزال المؤمن في فسحة من دينه ما لم يصب دما حراما) .

” مومن اس وقت اپنے دین کی وسعت میں ہے جب تک وہ کسی کا حرام اور ناحق خون نہیں بہاتا “

[البخاری: 6355]

اور پھر نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ **وہ کونسے اسباب ہیں جن کی بنا پر کسی کا خون مباح ہوتا** ہے، اسے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(لا يحل دم امرئ مسلم يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله إلا بإحدى ثلاث : النفس بالنفس ، والثيب الزاني ، والمفارق لدينه التارك للجماعة)

” جو شخص بھی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں اس مسلمان شخص کا خون بہانا حلال نہیں، لیکن تین اشیاء کی بنا پر: یا تو وہ شادی شدہ زانی ہو، اور قتل کے بدلے قتل کرنا، اور دین کو ترک کرنے اور جماعت سے علیحدہ ہونے والے شخص کو “

[البخاری : 6370 ، المسلم : 3175]

شادی شدہ شخص کا زنا کرنا ایک ایسا سبب ہے جس کی بنا پر اس کا قتل مباح ہو جاتا ہے، لیکن زانی کو اس وقت تک قتل نہیں کیا جا سکتا جب تک دو شرطیں نہ پائی جائیں:

پہلی شرط:

وہ شخص شادی شدہ ہو " محصن " (اوپر کی حدیث میں اس کا بیان ہوا ہے) اور علماء کرام نے الاحصان کا معنی بیان کیا ہے:

زکریا انصاری رحمہ اللہ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

المحصن: ہر وہ مرد یا عورت جو مکلف اور آزاد ہو جس نے صحیح نکاح کے بعد وطئی اور ہم بستری کی ہو " انتہی مختصرا.

[دیکھیں: اسنی المطالب : 4 / 128]

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" احصان کی پانچ شروط ہیں:

1 – جماع.

2 – صحیح نکاح میں ہو.

3 – بالغ ہو.

4 – عاقل ہو.

5 – آزاد ہو. انتہی

[دیکھیں: الشرح الزاد ، طبعہ مصریہ : 6 / 120]

دوسری شرط:

اس پر **چار گواہوں کی گواہی** سے حد ثابت ہو

جائے اور وہ گواہی شرمگاہ کو شرمگاہ میں دیکھنے کی گواہی دیں، یا پھر وہ خود اپنے اختیار سے بغیر کسی جبر کے اعتراف کر لے.

اور جب اس پر حد ثابت ہو جائے تو پھر لوگوں میں سے کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ خود بخود ہی اس پر حد لاگو کر دے، بلکہ اس کے لیے **حکمران یا اس کے نائب سے رجوع کرنا واجب ہے**، چاہے وہ نائب معاملات پورے کرنے یا حد کی تنفیذ میں نائب ہو، کیونکہ رعایا میں سے کسی ایک شخص کا خود ہی حد لاگو کرنا بد نظمی اور فساد کا باعث ہے اور ہر کوئی اٹھ کر دوسرے کو قتل کرتا پھرے گا.

ابن مفلح حنبلی کہتے ہیں:

"تحرم إقامة حد إلا لإمام أو نائبه"

" امام یا نائب کے علاوہ کسی اور کے لیے حد لاگو کرنا حرام ہے "

[الفروع : 6 / 63]

اور فقهاء اسلام میں اس پر اتفاق پایا جاتا ہے، جیسا کہ الموسوعہ الفقہیہ میں درج ہے:

"يتفق الفقهاء على أن الذي يقيم الحد هو الإمام أو نائبه ، سواء كان الحد حقا لله تعالى كحد الزنى ، أو لآدمي كحد القذف" انتهى .

" فقهاء اس پر متفق ہیں کہ امام یا اس کا نائب ہی حد لاگو کریگا، چاہے وہ حد اللہ کا حق ہو، مثلا زنا میں ہو، یا پھر آدمی کے حق میں حد ہو مثلا حد قذف " انتہی.

[الموسوعہ الفقہیہ : 5 / 280]

اور ایسا جرام کے مرتکب پر پردہ ڈالنا تاکہ وہ موت سے قبل توبہ کر لے اسے ذلیل کرنے اور اس کے عیب کو ظاہر کرنے سے بہتر ہے، کیونکہ رسول کریم ﷺ کے سامنے جب ماعز اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ نے زنا کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کر لیا، اور اسے چھوڑ دیا، حتی کہ ماعز نے کئی بار سامنے آ کر ایسا کیا تو رسول کریم ﷺ نے اس پر حد لاگو کی.

اس بنا پر؛ جسے لوگ غیرت کی بنا پر قتل کا نام دیتے ہیں یہ زیادتی اور ظلم ہے، کیونکہ اس میں اسے بھی قتل کیا جا رہا ہے جو قتل کا مستحق نہ تھا، جب کنواری لڑکی زنا کرتی ہے تو غیرت سے اسے بھی قتل کر دیا جاتا ہے حالانکہ اس کی شرعی سزا تو ایک سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے، نہ کہ اس کی سزا قتل تھی.

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

(البكر بالبكر جلد مائة وتغريب عام)

جب کنواری کنوارے لڑکے سے زنا کرے تو ”ایک سو کوڑے اور ایک برس جلاوطنی ہے“

[المسلم]

چنانچہ جس نے اسے قتل کیا تو اس نے ایک مومن نفس اور جان کو قتل کیا جس کا قتل اللہ نے حرام کیا تھا. اور اس سلسلہ میں شدید قسم کی وعید بھی آئی ہے کیونکہ سورہ الفرقان میں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن

يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا (68) يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا (69))

{ اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے وہ سخت گناہ کو ملے گا }.

{ اسے قیامت کے روز دوہرا عذاب دیا جائیگا ، اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہیگا }

[الفرقان 68 – 69]

آخری بات :

اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ قتل کی مستحق تھی (اگر شادی شدہ عورت زنا کرے تو) تو پھر بھی اس حد کو صرف حکمران ہی جاری کر سکتا ہے – جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے – پھر بہت سارے حالات میں یہ قتل صرف شبہ اور گمان کی بنا پر ہی کیا جاتا ہے، اور کسی بھی قسم کی تحقیق نہیں کی جاتی کہ آیا زنا ہوا بھی ہے یا نہیں؟ واللہ اعلم بالصواب